eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

اسماعزیز
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد
ثمرین اکرم
ایم فل سکالر، شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

CC BY
OPEN ACCESS

Asma Aziz
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Government College Women University, Faisalabad
Samreen Akram
MPhil Scholar, Dept. of Islamic Studies, Government College Women University, Faisalabad

مظفر وارثی کی نعتیہ شاعری کی خصوصیات

CHARACTERISTICS OF MUZAFFAR WARSI'S NAATIYA POETRY

ABSTRACT

The Almighty Allah honored the Prophet Muhammad SAW and distinguished him with several praiseworthy attributes that bear distinctive associations. Each of the salutations of the Prophet SAW fulfilled its meaning in his character and behavior. The praising of Hazrat Muhammad (SAAW) is an honor for Muslim poets. Terminologically this act is called Na'at. The origin of this art started in Arabia but the genre Na'at does exist it is called 'madaḥ' in Arabic poetry. The Hazrat Muhammad has been praised in all languages of the world by Muslim poets i.e. Arabic, Persian, Turkish, English, Urdu, Punjabi, Sindhi, Pashtu, Seraiki, and many more. Being a prophet, a human being, and a leader, every single moment of a prophet's life is highly valuable and quite appreciable. Quran appreciates the appraisal of Allah's beloved Prophet SAW it is also said in the Quran that Allah and His Angles say Darood-o-Salam or Salawat (salutation)on Muhammad SAW. It is foremost the duty of every Muslim to pay regard and send obligations to Prophet SAW. the history of Urdu naat poetry is as old as Urdu poetry itself. Since almost every Urdu poet has composed at least a few couplets in praise of the Prophet (PBUH), Though major poets of Urdu, such as Qulli Qutub Shah, Vali Dakani, Mirza Sauda, Mir Taqi Mir, Maumin, Karamat Ali Shaheedi, and Ghalib wrote couplets praising the Prophet of Islam (PBUH), it was not until the first half of the 19th century that Na'at in Urdu poetry became recognized and distinct poetical genre all by itself. Muzaffar Warsi one of the eminent poets of Pakistan has sent obligations in Na`at while using Quranic subjects and praiseworthy attributes. Whatever subject the Holy Quran discusses it uses an exceptional style in suitable words. Muzaffar Warsi used Quranic

allusions, Quranic verses, Quranic metaphors, Quranic epithets, and Quranic descriptions. This article is an analysis of the naat poetry of renowned poet Muzaffar Warsi printed in the book, and it is concluded that his naat poetry has a different style and great contribution to this art.

KEYWORDS

Na'at, Appraisal, epithets,Arabic, Urdu literature, Muzzaffar Warsi.

نعت گوئی کا ارتقاء

نعت عربی کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں تعریف، وصف اور خوبی کے ہیں کسی شخص کی خوبیاں بیان کرنے کو نعت کہا جاتا ہے مگر عربی اصطلاح میں نعت سے مراد وہ نظم جو آپ ﷺ کی مدحت اور ثناء خوانی اخلاق حسنہ اور تعریف و توصیف کا بیان اور سیرتِ پاک کا ذکر ہو۔[i] نعت کے لغوی معنی تعریف و توصیف کرنا کے ہیں اور اصطلاحی معنی شعری اصناف میں حضرت محمد کی تعریف و توصیف کرنا ہیں۔[ii]

احادیث میں نعت کا لفظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وصف کے لیے حضرت علی سے منقول ہے، غالباً اسلامی ادب میں اس معنی میں یہ پہلی دفعہ مستعمل ہوا۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے اپنے لیے واصف کے بجائے ناعت کا لفظ استعمال کیا۔ فرماتے ہیں:

"من راہ بداھتہ ھابہ۔ و من خالطہ معرفتہ احبّہ یقول ناعتہ لمراء قلبہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم"[iii]

(آپ پر یکایک جس کی نظر پڑ جاتی ہے، ہیبت کھا جاتا ہے۔ جو آپ سے تعلقات بڑھاتا ہے، محبت کرتا ہے۔ آپ کا وصف کرنے والا یہی کہتا ہے کہ آپ سے پہلے نہ آپ کے جیسا دیکھا اور نہ آپ کے بعد آپ کے جیسا دیکھا۔)[iv]

قرآن مجید میں لفظ نعت یا اس جیسا کوئی کلمہ استعمال نہیں ہوا آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی مثل اعلیٰ اور مکارم اخلاق اسوۂ حسنہ ہیں اُن کی مدح و ثنا خود قرآن کریم میں جا بجا مذکور ہے۔ قرآن کریم خود ان کے اخلاق اور سیرت طیبہ کا آئینہ ہے۔ قرآن کریم میں سورۂ الاحزاب (۳۳) کی آیت (۵۶) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ "بلاشبہ اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم پر۔ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو درود بھجو آپ پر اور خوب سلام بھیجا کرو"۔ اللہ نے کلام مجید کی متعدد آیات میں نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی تعریف و توصیف یعنی نعت بیان کی ہے۔ سورۂ اَلْبَقَرَ ۃ (۲) میں فرمایا 'اول المومنین ہیں'، سورۂ آلِ عمران (۳) میں فرمایا 'وہ مصطفیٰ ہیں'، سورۂ اَلنِساء (۴) میں فرمایا 'حاکم برحق ہیں'، سورۂ اَلْمآئدَہ (۵) میں کہا 'نور ہیں'، سورۂ اَلْانعَام (۶) میں فرمایا 'اول المسلمین ہیں'، سورۂ اَلتَّوبہ (۹) میں آپ ﷺ کو 'رؤف ورحیم' کہا گیا، سورۃ ابراھیم (۱۴) میں بتایا گیا کہ آپ ﷺ 'تاریکیوں سے نکالنے والے ہیں'، سورۂ اَلانبیآء (۲۱) میں کہا گیا 'سراپا رحمت ہیں'، سورۂ اَلاحزَاب (۳۳) میں کہا گیا "خاتم النبین ہیں'، سورہ یٰس (۳۶) میں آپ کو 'یاسین کہا گیا'، سورۂ اَلفتح (۴۸) میں

کہا گیا 'محمد ہیں،' سورۃ اَلصَّفّ (۶۱) میں فرمایا 'احمد ہیں،' سورۃ اَلْمُزَّمِّل (۷۳) میں فرمایا 'کملی والے ہیں،' سورۃ اَلْمُدَّثِّر (۷۴) میں آپ کو 'چادر والے ہیں' کہا گیا اور کہا گیا کہ آپ سراپا ہدایت ہیں۔ سورۂ الم نشرح میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا 'اور بلند کر دیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا
ذکر'۔ جس کی تعریف و توصیف یعنی نعت اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہو اس کی شانِ اقدس میں عقیدت کے پھول کسی بھی انسان کی جانب سے پیش کیے جائیں بڑی سعادت کی بات ہے۔

پروفیسر اختر الواسع لکھتے ہیں:

> "نعت ایک اہم صنف ہے۔ نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز تو حضرت ابو طالب نے کیا بعد میں اصحاب رسولؐ نے بھی نعت گوئی کا سلسلہ شروع کیا جس کی توثیق خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔ نعت گوئی کی روایت عہد صحابہ سے موجودہ عہد تک مسلسل قائم ہے صرف تمام مسلم شعراء نے ہی نہیں بہت سے غیر مسلم شعراء نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا منظوم تذکرہ کر کے آپ فن کو اعتبار بخشا۔"[v]

ارشاد شاکر اعوان اپنی کتاب "عہد رسالت میں نعت" میں لکھتے ہیں:

> "مشہور روایات کی رو سے فخر دو عالم ﷺ کی صفات کے بیان میں نعت کی روایت کا آغاز اسی وقت سے ہوتا ہے جس وقت حضرت آدم کو پیدا کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو پہلا الہام ہوا تو آپؑ کو ابو محمد کہہ کر پکارا گیا۔vi"

بائبل میں حضرت سلیمان کی کتاب 'غزل الغزلات' میں محمد رسول اللہ ﷺ (محمدیم) کا نام لے کر آپؐ کے متعلق پیشین گوئی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی نعت بیان کی ہے۔ حضرت سلیمان نے تو یہ نظم دسویں صدی قبل مسیح کے وسط میں مرتب کی تھی، لیکن اس کا آخری اِصلاح شدہ ایڈیشن بائبل کی جلاوطنی کے بعد کے زمانے میں یعنی غالباً تیسری چوتھی صدی قبل مسیح میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ یہ درج ذیل ہے: "میرا محبوب سرخ و سفید ہے، وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ اس کا سر خالص سونا ہے، اس کی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں۔ اس کی آنکھیں ان کبوتروں کی مانند ہیں جو دودھ میں نہا کر لبِ دریا تمکنت سے بیٹھے ہوں۔ اس کے رخسار پھولوں کے چمن اور بلسان کی ابھری ہوئی کیاریاں ہیں۔ اس کے ہونٹ سوسن ہیں جن سے رقیق مُر ٹپکتا ہے۔ اس کے ہاتھ زبرجد سے مرصع سونے کے حلقے ہیں۔ اس کا پیٹ ہاتھی دانت

کا کام ہے، جس پر نیلم کے پھول بنے ہوں، اس کا ٹانگیں کندن کے پایوں پر سنگ مرمر کے ستون ہیں۔ وہ دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشکِ سرو ہے۔ اس کا منہ ازبس شیریں ہے۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے، اے یروشلم کی بیٹیو! یہ ہے میرا محبوب، یہ ہے میرا پیارا'' ۔[vii]

آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ''تبع حمیری'' یمن کا بادشاہ تھا جس کا اصل نام تبان بن کلیکرب تھا۔ یثرب میں بدارادہ سے آیا پھر اس کے عالموں نے اسے باز رہنے کا مشورہ دیا جس کے بعد اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور آپ ﷺ کے لئے خط لکھا اور آپ ﷺ کی شان میں نعتیہ اشعار لکھے کہ '' مرحبا تبع الاخ الصالح ''[viii]

سیدہ آمنہ سلام اللہ علیھا کا کلام جو کہ آپ ﷺ کی نعت ہے ڈاکٹر اسحاق قریشی نے اپنے تحقیقی مقالے ''برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری'' میں خصائص الکبریٰ کے حوالے کے ساتھ نقل کیا ہے۔ [ix]

آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کو عربی ادب میں قصیدے کے دوسرے اہم شاعر ہیں انہوں نے آپ ﷺ کی شان میں نعت بیان کی جب قریش نے آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی انتہا کر دی تو آپ نے چند قصیدے لکھے جو ۱۹۵ اشعار پر مشتمل ہیں۔ دوسرا مدح جاہلیت کا، نامور شاعر اعشیٰ بن قیس کو کہا جاتا ہے جس نے حضور کی شان میں قصیدہ لکھا مگر وہ ایمان کی دولت سے محروم رہا۔'' [x] ورقہ نوفل'' جو حضرتِ خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے، نے بھی آپ ﷺ کی شان میں نعت بیان کی۔[xi] ہجرتِ مدینہ کے راستہ میں حضرت ام معبدؓ کے ہاں آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد ام معبدؓ نے اپنے شوہر سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارکہ نعتِ رسول ﷺ کی صورت میں بیان کیا۔[xii]

آپ ﷺ کی مکہ سے مدینہ ہجرت پر قبیلہ بنو نجار کی بچیوں کا آپ ﷺ کے استقبال میں نعت کی صورت میں گیت گایا۔ [xiii]

خاندانِ بنو ہاشم میں حضرتِ ابو طالب کے علاوہ آپ ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنتِ عبد المطلب نے آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے پہ نعتیہ اشعار کہے، حضرت فاطمہ الزہرہؓ، اروی بنت عبد المطلب، حضرت عبد اللہ کی حقیقی بہن تھیں، اسی طرح حضرتِ صفیہؓ بنت عبد المطلب حضرت علی، حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب، بھی آپ ﷺ کی نعت بیان کرنے میں پیش پیش رہیں۔[xiv]

حضرت عباسؓ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر بارگاہ رسالت میں آپ ﷺ کی مدح میں اشعار پیش کیے۔[xv] شاعرِ رسول حضرت حسانؓ کے لیے آپ ﷺ نے منبر پر چادر بچھائی اور انہوں نے منبر پر بیٹھ کر نعت شریف پڑھی، پھر آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ حضرت حسان کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تھے وہ اس پر کھڑے ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فخر کرتے یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے،

رسول اللہ ﷺ فرماتے جب تک حسانؓ میری طرف سے فخر یا مدافعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ، جبریل کے ذریعے اس کی مدد کرتا ہے"xvi۔

صحابہ اکرام میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمر فاروق، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ ابن رواحہ، حضرت سید ابن ابی ناس اکنانی، حضرت مالک بن المنظ، حضرت عباس، حضرت ابوسفیان بن الحارث، حضرت کعب بن مالک اور حضرت مالک بن نمط عہد رسالت کے مادحین رسول میں سے تھے۔ حضرت کعب بن زبیر عہد رسالت کے مداحین میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ حضرت کعب نے جب اپنا قصیدہ بردہ شریف حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپؐ سن کر اتنے خوش ہوئے کہ اپنی چادر مبارک اتار کر انعام میں دے دی اسی لیے اس قصیدے کا نام قصیدۂ بردہ پڑ گیا۔"سیرۃ النبی میں ابن ہشام نے آپ ﷺ کی مدح و نعت میں سات شعر نقل کئے ہیں۔ xvii

عباسی عہد میں مداح سرا ابولا عتاحیہ کا نام ملتا ہے۔ ان کے علاوہ ابن الفارض، عبداللہ الیافعی، صرصری اور امام البوصیری، ابن نباتہ مصری، شہاب الدین محمود الحلبی، ابن جابر الاندلسی، ابن خلدون، عبداللہ اشیر ازی، حسین دجانی، عبدالغنی النابلسی قابل ذکر ہیں۔ صوفیاء اکرام بھی محبت رسول ﷺ میں سرشار نظر آتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نعتیہ قصائد مشہور ہیں۔ امام زین العابدینؒ، عبدالقادر جیلانی، خواجہ بختیار کاکی، خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت شمس تبریزی، مولانا روم، سعدی شیرازی، بوعلی شاہ قلندر، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت امیر خسرو، مولانا جامی، مولانا احمد رضاء خان بریلوی، فردوسی، باباطاہر، ابوسعید ابوالخیر، عبداللہ انصاری، حکیم سنائی، فرید الدین عطار، نظامی، خاقانی، فردوسی، سوری، نظامی، عرفی، قدسی، رامی اور علامہ اقبال فارسی اور اردو زبان کے نعتیہ کلام کے سرمائے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ پاکستان میں اس حوالے سے عربی نعتیہ شاعری پر تحقیق ڈاکٹر اسحاق قریشی نے انجام دی، جن کا مقالہ 1988ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر اسحاق نے ان سب نعتوں کو اپنے مقالہ میں حوالوں سے تحریر کیا ہے۔

فارسی میں نعت گوئی کی روایت میں بہت قدیم ہے نعت گوئی عربی سے فارسی زبان میں منتقل ہوئی اور آہستہ آہستہ فارسی زبان میں بھی نعت لکھنے کا رجحان پیدا ہو گیا اور لفظ "ثنائے مصطفیٰ ﷺ" فارسی زبان میں رائج ہوا فارسی زبان میں جس قدر نعت کا ذخیرہ موجود ہے عربی زبان میں اتنا ذخیرہ نہیں موجود۔ فارسی ادب کا مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فارسی شاعری دورِ اول یعنی عہد ساہانی میں نعت کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ جبکہ فارسی کا دوسرا دورِ عہد غزنوی ہے جس میں فردوسی جیسا بڑا شاعر پیدا ہوا جس نے اپنی شاعرانہ تحریر "شاہنامہ" میں نعتیہ شاعری کو اپنا موضوع بنایا۔ فارسی کے مشہور نعت گو شعراء میں شیخ سعدی، رومی، جامی، اقبال شامل ہیں۔

دیگر زبانوں کی طرح اردو شاعری کو بھی نعت گوئی میں ممتاز مقام حاصل ہے اور اردو شعراء نے اس فن میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے۔ بقول مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی: "نعت گوئی عشقِ رسول اور شوقِ مدینہ ہندوستانی شعراء کا محبوب موضوع رہا ہے اور فارسی شاعری کے بعد سب سے بہتر اور سب سے موثر نعتیں اردو ہی میں ملتی ہیں۔"[xviii] انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی سے حال ہی میں ڈاکٹر سعیدہ پٹیل کی کتاب ""سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی اور قصیدہ بردہ: ایک تحقیقی مطالعہ" کے مقدمہ میں ماہر لسانیات پروفیسر عبدالستار دلوی اردو کے دکنی ادب میں نعت گوئی کی ابتدا اور اس کی تاریخ سے متعلق کچھ یوں گویا ہیں۔

> "اردو ادب میں دکنی عہد کی قدیم ترین مثنویوں میں نعت گوئی کا رواج پایا جاتا ہے۔ نویں صدی ہجری /پندرھویں صدی عیسوی میں فخر دین نظامیؔ نے اپنی مثنوی 'کدم راؤ پدم راؤ' میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ دسویں صدی ہجری، سولہویں صدی عیسوی میں گجرات کے مشہور صوفی شاعر خوب محمد چشتی نے 'خوب ترنگ' اور اس کی شرح 'امواج خوبی' تصنیف کی۔ اس کے بعد مثنویوں میں حمد کے ساتھ ساتھ نعت اور منقبت لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ گیارہویں صدی ہجری میں ملّا وجہیؔ اور ملّا نصرتیؔ کے علاوہ سبھی شعرا نے نعت نگاری پر قلم اٹھایا۔ یہ سلسلہ عہد قدیم سے انیسویں صدی کے اواخر تک جاری ہے اور تقریباً ہر شاعر نے چاہے وہ غزل گو رہا ہو چاہے مثنوی نگار، نعت گوئی کے دلکش نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔"[xix]

خواجہ الطاف حسین حالیؔ اردو شاعری کے دورِ جدید کے اہم نعت گو شاعر ہیں جن سے اردو میں نعت گوئی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ حالیؔ کا نعتیہ کلام مقدار میں بہت کم ہے لیکن معیار میں بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری:

> "پرانی غزلوں کو چھوڑ کر ان کی شاعری کا شاید ہی کوئی جز ہو جس میں آنحضرت کی سیرت اور پیغام کا عکس صاف نظر نہ آتا ہو۔"[xx]

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے "۱۹۵۵ء میں ناگ پور یونیورسٹی (بھارت) سے "اردو میں نعتیہ شاعری" پر پہلا تحقیقی کام مکمل کیا۔ یہ تحقیقی مقالہ ۱۹۷۶ء میں اردو اکیڈمی سندھ، کراچی نے شائع کیا۔xxi"

ڈاکٹر شاہ ارشاد عثمانی کا مضمون "اردو میں نعت گوئی کا ارتقا" میں لکھتے ہیں کہ اردو میں باقاعدہ نعت گوئی کا آغاز سولہویں اور سترویں صدی میں ہوا جب اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ (۱۶۱۱-۱۵۶۵) نے نعت کی مستقل حیثیت قائم کی۔ نعت کی ایک روایت محسن کاکوری پہ ختم ہوتی ہے اور دور جدید کی نعت کا آغاز ۱۸۵۷ء کے بعد کی شاعری سے ہوتا ہے۔ جس میں حالی، شبلی، نظم طباطبائی، ظفر علی خان اور علامہ اقبال کے نام نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال نے نعت کے حوالے سے جو مضامین پیش کیے اس سے نعت گوئی کے

نئے افق روشن ہوئے۔ xxii پاکستان کے قیام کے بعد بھی نعت گوئی کو کافی فروغ ملا۔ ڈاکٹر شہزاد احمد نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ "اردو نعت پاکستان میں" پاکستان میں فروغ نعت کے مختلف پہلوؤں پر معلومات کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مختلف ادوار میں نعتیہ شاعری کا پاکستان میں مقام و مرتبہ، معاشرتی پس منظر میں اور بالخصوص قیام پاکستان کے تناظر میں خوبصورتی سے واضح کیا ہے اپنی دوسری کتاب "ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعراء" بے شمار پاکستانی نعت گو شعراء کا تذکرہ کیا ہے۔ اس مقالہ میں مظفر وارثی بحیثیت نعتیہ شاعر کے جائزہ لیا جائے گا۔

مظفر وارثی کا تعارف

مظفر وارثی کا شمار اُردو کے مشہور شعراءِ نعت میں ہوتا ہے۔ مظفر وارثی صاحب ایک بہت شاندار نعت گو شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوش الہان آواز کے مالک بھی تھے۔ آپ کی نعت خوانی عصر حاضر کے نعت خوانوں سے الگ ہی تاثیر رکھتی ہے آپ نے جس انداز سے اپنا موضوع سخن بیان کیا ہے کو آپ کی جداگانہ اور فکری بلند پردازی کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ کی نعت خوانی سے آپ ﷺ کی محبت ہر جگہ پھیلی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ آپ کی نعت گوئی کا حقیقی مقصود بارگاہِ رسالت تک رسائی ہے۔ [xxiii] ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء شہر میرٹھ کے محلہ سرائے جہلم میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام محمد مظفر الدین احمد صدیقی تھا اور لقب مظفر وارثی تھا۔[xxiv]

اُن کے والد بزرگوار صوفی شرف الدین احمد صدیقی چشتی قادری سہروردی بھی ایک بلند پایہ عالم دین، اور شاعر تھے، جنھیں 'فصیح الہند' اور 'شرف الشعرائ' کے خطابات حاصل تھے اور 'صوفی وارثی' کہلاتے تھے اگرچہ اس بات کا کوئی سراغ نہیں ملتا ہے کہ وہ سلسلہ وارثیہ میں بیعت تھے یا نہیں لیکن اُس نسبت سے اِنھوں نے بھی خود کو 'مظفرؔ وارثی' کہلایا۔ اِن کا کنبہ میرٹھ کے جاگیرداروں کا کنبہ تھا۔ صوفی وارثی علامہ اقبالؔ، اکبرؔ وارثی، عظیمؔ وارثی، حسرتؔ موہانی، جوشؔ ملیح آبادی، احسانؔ دانش، ابوالکلام آزادؔ اور مہندر سنگھ بیدی کے دوستوں میں تھے۔[(۲)]

مظفر وارثی نے ۱۹۴۷ء تک آپ نے چھٹی جماعت تک تعلیم "فیض عام انٹر کالج" میرٹھ سے حاصل کی۔[xxv] اس کے بعد آپ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے پھر اُردو بازار لاہور سے مسلم ماڈل ہائی سکول سے ساتویں جماعت سے نویں جماعت تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ نے تعلیم تو پرائیویٹ حاصل کی اور ساتھ ساتھ مزدوری بھی کی اس طرح آپ نے ادیب فاضل اور انٹر کا امتحان پاس کیا۔[xxvi] روزگار کے لیے بینک دولت پاکستان میں بطور نائب خازن ملازم ہوئے اور اِسی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کا وصال ۲۸ جنوری ۲۰۱۱ء میں ہوا اور جوہر ٹاؤن، لاہور کے سمسانی قبرستان میں دفنایا گیا۔[xxvii]

سنہ 1981ء میں آپ کو ریڈیو پاکستان سے 'بہترین نعت خواں' کا ایوارڈ پیش کیا گیا جب کہ سنہ 1988ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے صدارتی تمغہ 'حسن کارکردگی' بھی پیش کیا گیا اور ہندوستان میں مولانا محمد علی جوہر آکادمی، دہلی، کی جانب سے مولانا محمد علی جوہر ایوارڈ، اسی طرح انٹرنیشنل مشاعرہ، دہلی، کی جانب سے بہادر شاہ ظفر ایوارڈ اور غالب ویلفیئر ایوارڈ، دہلی، کی جانب سے افتخار غالب ایوارڈ پیش کیے گئے۔

مظفر وارثی نے 60 کی دہائی میں لکھنا شروع کیا تھا اور پھر ایسا لکھا کہ سلطنت شعر و سخن میں ظفر مند ٹھہرے۔ عمومی شاعری کے علاوہ فلموں کے لیے گیت بھی لکھے مظفر وارثی نے بہت سی کتابیں لکھیں ہیں جن میں بہت سے مشہور کلام موجود ہیں۔

نعتیہ کتب کا تعارفی جائزہ:

مظفر وارثی کی ۲۰ کتابیں شائع شدہ ہیں اور دس اشاعت پذیر ہیں۔[xxviii] ان کتب میں الحمد (مجموعہ حمد و ثناء)، مجموعہ غزل میں سے برف کی ناؤ، کھلے دریچے بند ہوا، راکھ کے ڈھیر میں پھول، لہجہ، مجموعہ نظم میں حصار، ظلم نہ سہنا، اور مجموعہ گیت میں لہو کی ہریالی ہے۔

الحمد

کتاب: الحمد، سن اشاعت: ۱۹۸۴ء، ناشر: ماورا بکس لاہور، صفحات: ۱۰۴، معاون: غالب اکیڈمی دہلی، اہتمام اشاعت: خالد شریف، پہلا ایڈیشن: ۱۹۸۴ء

مظفر وارثی کا یہ مجموعہ "الحمد" کو اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب کہا جا سکتا ہے۔ فارسی یا اُردو کے کسی شاعر نے خالص حمد پر کوئی مجموعہ پیش نہیں کیا یہ شرف صرف مظفر وارثی کو حاصل ہوا۔ جنہوں نے اپنی کتاب "الحمد" میں یکسوں ہو کر اپنے رب العالمین سے تعلق استوار کیا۔ اسی سے سب کچھ مانگا اُسی کو یاد کیا اور اسی کے حضور اپنی عرضی پیش کی۔ مظفر وارثی نے اپنی کتاب "الحمد" کے آغاز میں ایک فہرست ترتیب دی جس میں انہوں نے "بیالیس حمدیہ کلام" پیش کیے اور فہرست کے بعد ایک تحقیق لکھی گئی جو کہ ڈاکٹر سید عبد اللہ نے کی ہے۔

میرے اچھے رسول ﷺ

کتاب: میرے اچھے رسول ﷺ ناشر: القمر انٹر پرائزز، لاہور، مقام اشاعت: Lahore (City), Other (District), Punjab (State) Pakistan، سن اشاعت: ۱۹۹۶ء، زبان: اُردو، صفحات: ۱۳۹، معاون: رام پور رضا لائبریری

نعت گوئی ایک ایسا نازک فن ہے جس پر ہر کوئی طبع آزمائی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے لیے عشقِ رسول ﷺ اولین شرط ہے اور یہی محبت اور عشق لفظوں اور جذبوں کے عکس میں ظاہر ہو کر سامنے آتا ہے۔ بظاہر یہ بہت آسان لگتا ہے لیکن دل میں عشق کے بغیر زبان کا اظہار اور لفظوں کی معنویت بے سود اور بے معنی ہے۔ نعت گوئی ایک بہت عظیم شرف ہے جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ مظفر وارثی کا شمار ان خوش بختوں میں ہوتا ہے جن کو یہ سعادت نصیب ہوئی ان کو اپنے ہم عصروں میں بھی ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا جو کہ یقیناً قابلِ رشک ہے۔

"میرے اچھے رسول ﷺ" ان کی نعتوں کا مجموعہ ہے انہوں نے اپنے اس مجموعہ میں ۵۷ نعتیہ کلام پیش کیے ہیں اس مجموعہ کے تمام اشعار معنویت سے بھرپور اور پر کیف ہیں جس کو پڑھ کر قاری کے دل میں ایک خوبصورت احساس بیدار ہوتا ہے۔

بابِ حرم (جلد اوّل)

کتاب: بابِ حرم (جلد اوّل) ناشر: آئینہ ادب، لاہور، سن اشاعت: ۱۹۷۶ء، مقام اشاعت : Lahore (City, Other District), Punjab (Sate), Pakistan، موضوعات: شاعری، صفحات: ۱۱۵، معاون: غالب اکیڈمی دہلی، زبان: اُردو، کتابت: نذیر ہاشمی

بابِ حرم مظفر وارثی کا حمدیہ نعتیہ، مناجات، منقبت اور قطعات کا مجموعہ ہے۔ ان کے اس مجموعے نے ہوا کے دوش پر جہاں جہاں سفر کیا۔ مظفر وارثی کی پہچان بنتا گیا ان کے نعتیہ کلام کی وجہ سے مظفر وارثی کی غزل گوئی پس پردہ چلی گئی اور عوام الناس انہیں ایک نعت گو شعرا کے طور پر جاننے لگے مظفر وارثی کے اس کلام میں دورِ جدید کی ساری زندگی کی کیفیات سموئی ہوئی ہے وہ ایک صاحب دل حساس اور دردمند شاعر کے طور پر جانے جاتے تھے۔ مظفر وارثی کے اس کلام میں الفاظ و جذبات کی ہم آہنگی پائی جاتی ہے ان کے اس مجموعہ میں موجود والہانہ پن اور شگفتگی ملتی ہے انہوں نے نعتیہ کلام کے علاوہ حمد اور منقبتیں بھی تحریر کیں زیرِ غور کتاب "باب حرم" ان کی نعتیہ شاعری کا سرمایہ ہے جو اہلِ دل و نظر کے لیے بیش قیمت سرمایہ ہے۔ مظفر وارثی اپنے اس مجموعہ میں "باب حرم" میں "چوالیس کلام" پیش کیے جس میں پہلا کلام واحدنیت جس کو لم یلد و لم یولد کا نام دیتے ہیں۔

کعبۂ عشق

کتاب: کعبۂ عشق، ناشر: سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، سن اشاعت: ۱۹۸۹ء، موضوعات: شاعری تعداد: ۱۹۱، صفحات: ۱۹۰، معاون: غالب اکیڈمی دہلی، زبان: اُردو

مظفر وارثی کا یہ نعتیہ مجموعہ ہے جو کہ مکمل روحانیت میں ڈوبا ہوا ہے۔اس کے تمام موضوعات دل کو چھونے کی تاثیر رکھتے ہیں۔ خالق کی حمد، نعتیہ کلام، صحابہ کرام کے فضائل اور بزرگانِ دین کے مناقب پر پوری کتاب کو اپنی شاعری میں ڈھال دیا ہے۔ان کی شاعری ہر انداز میں ہمارے ضمیر کو جھنجھوڑتی ہے۔ان کے مجموعہ کا اختتام حضرت حاجی وارث علی شاہ کی منقبت ان کے "نثری نظم میں"، "خطبہ حجتہ الوداع" اسلام کی روح کو دل میں سمو دیتا ہے۔ "سراپائے حضور ﷺ" میں آپ ﷺ کا حلیہ مبارک یوں بیان کیا گیا ہے جیسے کہ آقائے مدنی ﷺ کا دیدار ہو رہا ہو۔اس کتاب کے مطالعہ کے دوران قاری دنیا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

حصار

کتاب: حصار، ناشر: ماورا بکس لاہور، سنِ اشاعت: ۱۹۸۸ء، زبان: اُردو، موضوعات: ۶۰، صفحات: ۱۵۰، معاون: غالب اکیڈمی دہلی،

قیمت: ۴۵روپے

اُردو ادب کی تاریخ میں مظفر صاحب جتنے مستند اور معتبر نعت گو شاعر گردانے جاتے ہیں اسے کہیں بڑے غزل گو شاعر بھی ہیں۔ مظفر وارثی کے شعروں میں خاص طور پر غزلوں میں عنا، سچائی، دھوپ، چھاؤں، رنگ وروپ، لمحوں کا رنگ یہ سب کیفیات موجود ہیں۔ مظفر وارثی اپنی زندگی میں ایک بہت بہادر، نڈر اور بے باک انسان تھے ان کی رگوں میں خون صدیقؓ اور اسلام کا جذبہ دوڑتا دکھائی دیتا ہے۔ انفرادی ہو یا اجتماعی زندگی انہوں نے ہر طرح خیر کو پہنچایا۔ اور دیانت دارانہ رائے میں وطن اور اہل وطن کو بہت کچھ دیا زیرِ نظر کتاب "حصار" مظفر وارثی کا شاعری مجموعہ ہے جس میں ان کی تخلیق کو پڑھ کر ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مظفر وارثی کی شاعری بڑی پُر اثر اور خاصیت کی حامل ہے۔

مظفر وارثی کی نعتیہ شاعری کی خصوصیات:

مظفر وارثی ایک دل حساس اور روح بیدار کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ نے اپنے احساس کو اکابرِ اسلام کی محبت اور ان کی زندگی آموز کارناموں سے تقویت دینے کی کوشش کی ہے ظاہر ہے کہ ان میں سب سے بڑا مرتبہ خاتم النبیین ﷺ کا ہے آپ ﷺ کی تعلیمات اسوہ حسنہ اور عملی زندگی ایک انقلابی نقیب ہے۔ نعت گوئی ایسی تمام زبانوں کا ایک لازمی جزو بن گئی ہے جن کی ترویج و اشاعت میں مسلمان بھی شریک رہے ہیں۔ مظفر وارثی کی نعتیہ شاعری کی خصوصیات یہ ہیں:

ا۔ صحیح اسلامی عقائد کی عکاسی:

مظفر وارثی کا ایک ایک شعر، ایک ایک غزل موتیوں سے جڑی ہوئی ہوتی تھی۔ اپنی حمد ''کوئی تو ہے نظام ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے'' میں اُنھوں نے جس طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کیا اور کائنات کی تخلیق و نظام کے چلانے میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو ثابت کیا ہے وہ لاجواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا ایک ایک پہلو، ایک ایک حوالہ اُنھوں نے جس طرح بیان کیا ہے وہ کوئی اور نہ کر سکا تھا اور نہ کر سکے گا۔ انھوں نے گویا سورۂ رحمٰن کا خلاصہ اُس میں سمو دیا ہے۔ عظیم الشان و عالیشان حمدیہ اور نعتیہ کلام پر مشتمل الحمد (حمدیہ کلام)، لاشریک (حمدیہ کلام)، وہی خدا ہے (حمدیہ کلام)، تاج دارِ حرم (نعتیہ کلام)، کعبہ عشق (نعتیہ کلام)، نورِ ازل (نعتیہ کلام)، بابِ حرم (نعتیہ کلام)، میرے اچھے رسولؐ (نعتیہ کلام)، دل سے در نبی تک (نعتیہ کلام)، صاحبؐ التاج (نعتیہ کلام)، اُمی لقب (نعتیہ کلام) جیسے گیارہ دیوان مرتب ہو گئے اور ''کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے'' جیسے باب حرم میں حمد کا عنوان 'لم یالد ولم یولد' سورہ اخلاص سے عقیدہ توحید کی بھرپور تبلیغ ہے۔

(ص ۱۳۔۱۵) ۔اسی طرح باب حرم میں وہ آپ ﷺ کی تعریف میں نعتیہ کلام پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شیشۂ کثرت چہرہ وحدت
حق موجود محمد ﷺ صورت [xxix]

نعت ''میرا پیمبر عظیم تر ہے''

مرا پیمبر عظیم تر ہے
کمالِ خلاق ذات اُس کی
جمالِ ہستی حیات اُس کی
بشر نہیں عظمتِ بشر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

نعت لا نبی بعدی:

ارتقائے عالم کر دیا خدا نے صرف نام اُن کے
اُن کی خوش نصیبی جن کے ہیں وہ آقا، جو غلام ان کے

گونجے وادی وادی آپ کی منادی، لانبی بعدی
اُن کے بعد اُن کا مرتبہ کوئی بھی پائے گا نہ لوگو
ظلی یا بروزی اب کوئی پیمبر آئے گا نہ لوگو
آپ نے یہ کہہ کر مہر ہی لگا دی، لانبی بعدی[xxx]

۲۔ قرآنی مضامین کی عکاسی:

مظفر وارثی نے اپنے مجموعہ "کعبہ عشق" میں شبِ قدر کو موضوع بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

رات یہ رات کہ خورشید بکف آئی ہے
نعمتِ حق لیے بندوں کی طرف آئی ہے
شائع ہوتی ہے نصیبوں کی کتاب آج کی رات
پیش ہوتا ہے زمانے کا نصاب آج کی رات[xxxi]

اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۲۱ میں آپ ﷺ کے اسوہ کو کامل اسوہ قرار دیا ہے۔ مظفر وارثی نے بھی اپنی کتاب باب حرم میں 'اسوہ رسالت' کے عنوان سے کلام پیش کیا ہے۔[xxxii] اللہ تعالیٰ نے سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۷ میں فرمایا کہ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ مظفر وارثی نے اسی اصطلاح کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔[xxxiii]

یا رحمت العالمین
الہام جامہ ہے تیرا
قرآن عمامہ ہے تیرا
منبر تیرا عرشِ بریں
یا رحمت العالمین

اگر ہم مظفر وارثی کے نعتیہ اور حمدیہ کلام کا احاطہ کریں تو اس میں مراقباتی انداز، دُعائیہ رنگ اور تشبیہات کا استعمال قرآنی حوالے سے جا ملتے ہیں اس حوالے سے ان کی نعتیہ شاعری اُفق پر نظر آتی ہے۔

۲۔ عشقِ مصطفی ﷺ کا والہانہ جذبہ:

آپ کی شاعری بھرپور طریقے سے عشقِ مصطفی ﷺ کو بڑھانے میں ایک تیز دھار کا کام دیتی ہے جیسے

نہ میرے سخن کو سخن کہو
نہ مری نوا کو نوا کہو
میری جاں کو صحنِ حرم کہو
مرے دل کو غارِ حرا کہو
میں لکھوں جو مدحِ شہہِ اُمم
اور جبرائیل بنیں قلم
میں ہوں ایک ذرہء بے درہم
مگر آفتابِ ثناء کہو
طلبِ شہہِ عربی کروں
میں طوافِ حُبِ نبی کروں
مگر ایک بے ادبی کروں
مجھے اُس گلی کا گدا کہو
دھنک، نہ تارا، نہ پھول ہوں
قدم حضور کی دُھول ہوں
میں شہیدِ عشقِ رسول ہوں
میری موت کو بھی بقا کہو
جو غریب عشق نورد ہو
اُسے کیوں نہ خواہشِ درد ہو
میرا چہرہ کتنا ہی زرد ہو
میری زندگی کو ہرا کہو

ملے آپ سے سندِ وفا
ہوں بلند مرتبہء صفا
میں کہوں محمدِ مصطفیٰ
کہو تم بھی صلے علیٰ کہو
وہ پیام ہیں کہ پیامبر
وہ ہمارے جیسا نہیں مگر
وہ ہے ایک آئینہء بشر
مگر اُس کو عکسِ خدا کہو
یہ مظفر ایسا مکین ہے
کہ فلک پہ جس کی زمین ہے
یہ سگِ براق نشین ہے

سیرت نگاری :

آپ کی شاعری میں سیرت نگاری کا عکس بھی نظر آتا ہے جیسے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے آپ ﷺ کی ولادت، واقعہ معراج کتاب بابِ حرم میں موجود ہیں۔ [xxxiv]

۳۔ عاجزی وانکساری کا عنصر:

مظفر وارثی کی شاعری میں ہر جگہ ان کے مزاج کی عاجزی اور انکساری کا رویہ بے پنہاں نظر آئے گا۔ جیسے ' ہم تو آنسو ہیں، ہمیں خاک میں مل جانا ہے'' بھی شاہکار کلام ہے۔ جیسے نعت **' نہ میرے سخن کو سخن کہو' میں کہتے ہیں:**

نہ دھنک، نہ تارا، نہ پھول ہوں قدمِ حضور کی دھُول ہوں
میں شہیدِ عشقِ رسول ہوں میری موت کو بھی بقا کہو

۴۔ انقلابی رنگ:

تخلیقی اعتبار سے مظفر وارثی نے بہت کام کیا ہے اور بہت سے ایسے موضوعات کو چھیڑا ہے کہ جن پر ہر شاعر بات نہیں کر سکتا اور اتنا نرم اندازِ مزاج رکھا ہے کہ ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ان کے مزاج کے اندر ایسے تمام تر مزاج کا گہرا اثر ہے جو کہ ان کی غزلوں اور کلام میں واضح جھلکتا ہے ان کی خواہش رہی ہے کہ انسانوں کے ان رویوں کو بدلیں جو کہ احساسِ شعور پیدا کریں اور آپس کی نفرتوں اور ضرورتوں کو ختم کر کے امن کا پرچار کریں اس لیے مظفر وارثی اپنی کتاب "حصار" میں امن کا پیغام دیتے ہوئے آغاز کرتے ہیں:

میں امن کا پیامی
سچائی مجھ کو چاہے
انسانیت سراہے
تہذیب دے اسلامی
میں امن کا پیامی xxxv

اسی طرح مسلم امہ کے اتحاد کے لیے باب حرم میں 'اسلامی کانفرنس' کے عنوان سے ایک انقلابی شاعری کی ہے اور مسلمانوں کے جذبہ اتحاد کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ xxxvi

۵۔نئے اسالیب وجدت انگیزی:

عصرِ حاضر میں مظفر وارثی نعت گوئی میں بعض نئے اسالیب کا اضافہ کیا ہے انہوں نے جدید زندگی کی کیفیت سے اپنے اسالیب نئی جہد پیدا کی ہے ان کی نعتوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جیسے آپ نے اپنی کتاب باب حرم میں "حمد و نعت" کے عنوان سے اللہ کی کبریائی اور آپ ﷺ کی مدح سرائی ایک ساتھ بیان کی ہے۔ xxxvii

۶۔کلاسیکی رنگ:

"تو کجا من کجا" جیسی نعت ہر دل میں گھر کر گئی اور کلاسیکی حمد و نعت میں شمار ہونے لگیں۔ جیسے:

تو امیر حرم، میں فقیرِ عجم
تیرے گن اور یہ لب، میں طلب ہی طلب
تو عطا ہی عطا، میں خطا ہی خطا
تو کجا من کجا، تو کجا من کجا

تو ابد آفریں، میں ہوں دو چار پل
تو یقیں میں گماں، میں سخن تُو عمل
تو ہے معصومیت میں نری معصیت
تو کرم میں خطا، تو کجا من کجا

۸۔ حقیقتِ زندگی اور انسانی رویوں کا اظہار:

مظفر وارثی اپنی کتاب "حصار" میں انسانوں کے رویوں کا ذکر کرتے ہیں انہوں نے اپنی شاعری میں ان موضوعات کو چھیڑا ہے جو ہمارے معاشرے کا اہم ترین حصہ ہیں اس لیے انہوں نے کتاب "حصار" میں "بے سمتی" کو موضوع بناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زمانے کے تغیر کے ساتھ انسان نے اپنی ذہن و فکر کو مختلف سمتوں میں تبدیل کر لیا۔

زندگی کس طرف جا رہی ہے
آدمی میں نہیں آدمی پن
پھول ہیں اپنی خوشبو کے دشمن
روشنی سائے پھیلا رہی ہے
زندگی کس طرف جا رہی ہے[xxxviii]

تاریخ نگاری کی آمیزش:

آپ نی اپنی شاعری میں تاریخ نگاری سے بھی کام لیا ہے جیسے واقعہ کربلا کو اپنی کتاب 'باب حرم' میں چھ کلام کی صورت میں پیش کیا ہے جیسے ستون کی روشنی، سبیلِ اشک، جوئے ابدیت، صدائے خون، فراتِ غم اور پانی۔ ص۹۵۔۱۰۷

مجد دین کی خدمات کو سہرانا:

اپنی شاعری کے ذریعے مجد دین کی خدمات کو سہرایا جیسے "بابِ حرم' ' کتاب میں مظفر وارثی کا جو آخری موضوع ہے وہ حضرت مجد دالف ثانی کی اسلامی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں: ص ۱۱۰ تا ۱۱۱

نقش پا کیوں نہ سجائیں تیرے ہم سینے میں
لے کر آیا تو مسلمان کا غم سینے میں[xxxix]

صوفیانہ رنگ:

آپ کی شاعری میں صوفیانہ فلسفہ بھی جھلکتا ہے جیسے آپ نے باب حرم میں اپنی نظم 'قوالی' کے ذریعے برصغیر میں صوفیاء کی قوالی کی روایت کو تسلیم کیا ہے۔[xl]

فارسی الفاظ کی آمیزش:

آپ کی شاعری میں فارسی الفاظ کی آمیزش اکثر مقامات پر نظر آئے گی کہیں آپ نے کلام کا عنوان فارسی دیا ہے جیسے کتاب باب حرم میں 'چہ نسبت خاک دا باعالم پاک'، گفتہ اُو، بعد از خدا توئی وغیرہ۔

مظفر وارثی کو ان کی اس خوبی کی بناپر ان کی شاعری کو اہم اور قابل ذکر سمجھا جاتا ہے کیوں کہ انہوں نے موضوع کی تبدیلی سے شاعری کے اسلوب میں کوئی تبدیلی نہیں کی ان کی تمام غزلوں اور نظموں میں تازہ خیالی اور تازہ قاری کی جو کیفیت ملتی ہے وہ نعتوں میں بھی نظر آتی ہے نعت گوئی ایک مشکل فن ہے اس میں لطف اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اس میں لفظ اور جذبے کی خوش گوار ہم آہنگی نہ پیدا ہو جائے۔

معتبر و مستند اور حقیقت پر مبنی شاعری:

مظفر وارثی کا اندازِ بیان بہت منفرد اور جداگانہ ہے ان کی شاعری حقیقت کے قریب تر ہوتی ہے۔ اُردو ادب کی تاریخ میں مظفر صاحب جتنے مستند اور معتبر نعت گو شاعر گردانے جاتے ہیں اسے کہیں بڑے غزل گو شاعر بھی ہیں۔ مظفر وارثی کے شعروں میں خاص طور پر غزلوں میں عنا، سچائی، دھوپ، چھاؤں، رنگ وروپ، لمحوں کا رنگ یہ سب کیفیات موجود ہیں۔ مظفر وارثی اپنی زندگی میں ایک بہت بہادر، نڈر اور بے باک انسان تھے ان کی رگوں میں خون صدیقیؓ اور اسلام کا جذبہ دوڑتا دکھائی دیتا ہے۔ انفرادی ہو یا اجتماعی زندگی انہوں نے ہر طرح خیر کو پہنچایا۔ اور دیانت دارانہ رائے میں وطن اور اہل وطن کو بہت کچھ دیا زیرِ نظر کتاب "حصار" مظفر وارثی کا شاعری مجموعہ ہے جس میں ان کی تخلیق کو پڑھ کر ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

کتاب کے ابتداء میں مظفر وارثی نے اپنی "پہچان" میں لکھا ہے کہ حیات یہ کائنات یہ زندگی کیا ہے صرف ایک لفظ کی تخلیق۔۔۔ لیکن یہ کمال صرف لفظ کا نہیں بلکہ اُس لفظ کو ادا کرنے والے کا ہے اسی پس منظر میں میں نے جب اپنے وجود کے باہر اور اندر کو کھلنے والے دروازوں سے نکل کر اس حیات و کائنات کا مشاہدہ کیا تم مجھے اپنے آپ میں دھنک رنگ خیالوں کا ایک سمندر نظر آنے لگا پتال سے خاموش گہرائیاں چن کے لایا اور ساحل اظہار پر بکھیر دیتا۔ مگر سے صدا تک کے فاصلے طے کرتے ہوئے بہت دور نکل گیا کہاں تک پہنچا یہ بھی نامعلوم

یہی احساس میری پہچان ہے میں نے اپنے آپ کو سمندر کہہ کر شاید تھوڑے دلِ وقت کی دل آزاری کی ہو۔ میں اس خوشی میں برابر کا شریک ہوں اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ میں تو اسی روز مر چکا تھا جس دن میں پیدا ہوا تھا اور اب اس وقت پیدا ہوں گا جب میری موت ہوگی۔

مظفر وارثی نے اپنی کتاب "لہجہ" میں اپنے تلخ حالات اور طبیعت واحساس کا اظہار کرتے ہوئے لوگوں کے رویے شاعرانہ انداز میں بیان کرتے ہیں:

ظالم سے جب کوئی بغاوت کرتا ہے
کیا وہی ظالم باغی میں نہیں آ جاتا[xli]

جب ایک تربیت یافتہ ذہن اور ذوق رکھنے والا آدمی اپنی روزمرہ کی مصروفیات اور ضرورتوں کے احساس سے بلند ہو کر اپنے ساتھ تنہا ہو جاتا ہے اور اپنے سکوت کو اپنے لفظوں میں گنگنانے لگتا ہے تو درحقیقت وہ شاعری کر رہا ہوتا ہے۔

بھیڑ تنہائی سی آباد نگر بن جیسے
میری آواز خاموشی کا نیاپن جیسے[xlii]

حُب الوطنی کا رنگ:

مظفر وارثی عہدِ حاضر کے ایک معروف نعت گو شاعر ہیں لیکن انہوں نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا اپنا الگ ہی ایک شعری نظام ہے جو آپ کو دیگر شعراء سے ممتاز کرتا ہے ان کا علم و سخن اپنی ہر صنف میں اعلیٰ معیار رکھتا ہے۔ زیرِ غور کتاب "لہو کی ہریالی" ان کے گیتوں کا مجموعہ ہے جس میں ان کے ادبی اور رومانی گیت ملکی و قومی گیت اور بچوں کے گیت پر مشتمل ہے۔ جس میں شاعر کے رومانی جذبات حب الوطنی اور احساسات نمایاں ہیں۔

استعارات وتشبیہات کا استعمال:

مظفر وارثی نے اپنی شاعری میں بڑی فنی مہارت کے ساتھ استعارات و تشبیہات کا استعمال کیا ہے جیسے اُویسیوں میں بیٹھ جا بلالیوں میں بیٹھ جا[xliii]

ردیفوں کا استعمال:

مظفر وارثی نے اپنی شاعری میں مشکل اور طویل ردیفوں کا استعمال بڑی خوبصورتی سے کیا مگر اس احتیاط اور اہتمام کے ساتھ کہ جمالیاتی اور فکری لہریں ان میں کہیں مجروح نہ ہوں یہ ان کی فنی مہارت و قدرت کی واضح دلیل ہے۔

پاؤں کی آہٹ بھی سینے میں
دو چہرے اِک آئینے میں
جسم نشانہ سایہ نشانی۔۔۔ دو لفظوں کی ایک کہانی
درد بھی اِک انعام ہے شاید
پیار اسی کا نام ہے شاید
کچھ بے تابی کچھ حیرانی۔۔۔ دو لفظوں کی ایک کہانی[xliv]

اپنی کتاب 'امی لقب' میں

بھیڑ بھی تخلیہ نشیں
عرش بھی حاشیہ نشیں
اے مرے بور یا نشیں[xlv]

خلاصہ بحث

نعت رسول ایک ایسا بحر بیکراں ہے، جس کی ابتداء تو خود قرآن کریم سے کی گئی، پھر رسالت مآب کے خانوادے نے نعتیں کہیں، اس سلسلے میں عرب شعراء، فارسی شعراء، ترک شعراء غرضیکہ اسلام جہاں جہاں پھیلا وہاں وہاں سے نعتیہ کلام سامنے آنے لگا۔ نعتیہ شاعری میں نہ صرف شعر و سخن کی آزمائش ہوتی ہے بلکہ اس کسوٹی پر عقیدۂ توحید و رسالت اور عشق حقیقی کی پرکھ بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے، اس لیے اربابِ سخن نعتیہ شاعری کو دو دھاری تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں کہ اگر اس میں ذرا بھی ترمیم و تنسیخ یا افراط و تفریط کا شائبہ ہو گیا تو سامان بخشش بننے کے بجائے طوق کفر و ضلالت بھی بن سکتا ہے۔ نعت گوئی میں نہ صرف زبان دیکھی جاتی ہے اور نہ بیان پر نظر جاتی ہے، نہ فنی نکات تلاش کئے جاتے ہیں۔ اس کی روح صرف اخلاص اور محبت رسولؐ ہے۔ اگر بات دل سے نکلی ہے تو دلوں پر اپنا اثر چھوڑتی ہے اور بار گاہِ رسالت مآب میں وہ نذرانہ عقیدت اور محبت قبول ہو جائے تو اشعار کو حیات جاویدانی نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسے فارسی میں سعدی شیرازیؒ، عبد الرحمان جامیؒ، محمد جان قدسیؒ وغیرہ کی بعض نعتیں اس کی شہادت دے رہی ہیں۔

شاعری بھی اللہ کی عطا کردہ صلاحیت کے تحت وجود میں آتی ہے، اس لیے اس کی اچھائی برائی بھی دینی معیارات کے تحت ہی طے کی جاسکتی ہے۔ بری شاعری (بلحاظِ مضمون) کرنے یا اسے پڑھنے کے حوالے سے بھی حضور علیہ السلام نے دو ٹوک رائے دے دی۔ کلام میں

مبالغہ کرنے والوں کی ہلاکت کا پیغام بھی حدیث شریف میں دیا گیا ہے بری شاعری کے سلسلے میں ذرا سخت الفاظ میں مذمت بھی ملتی ہے۔ مثلاً ابو سعید خدری سے روایت ہے ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرج مقام میں چل رہے تھے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شیطان کو پکڑو۔ آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے اس سے بہتر ہے کہ وہ اشعار کے ساتھ بھرے۔[xlvi]

اس حدیث کا مطالعہ، امراء القیس کی شاعری پر حضورِ اکرم ﷺ کے تبصرے کے ساتھ کریں تو بات اور واضح ہو جاتی ہے۔ شاعری میں حسنِ بیان اور ظاہری جمال کو بھی حضورِ اکرم ﷺ نے سراہا ہے، تبھی تو امراء القیس کو ''اشعر الشعراء'' فرمایا۔ حضورِ اکرم ﷺ کے فرمودات کی جامعیت اور قرآنِ کریم کا جمالیاتی اسلوب بھی حسنِ اظہار کی سمت نمائی کے لیے کافی ہیں۔ اس سے متبادر ہوا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جہاں شعری متن کی راست سمتی کے درس ملتے ہیں وہیں حسنِ بیان کا سبق بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ شاعری کا زبان کے عام معیارات کے تابع ہونا، بیان کے جمالیاتی تقاضوں کو پورا کرنا اور فن کے مروجہ معیارات کا لحاظ رکھ کر بات کرنا، باعثِ تحسین ہے۔ اچھے شعر کی شرط صرف متن کا انسانی زندگی کے لیے کار آمد ہونا اور شعر میں سچائی کا پایا جانا ہے۔

مظفر وارثی نے اپنے لازوال نعتیہ اور حمدیہ کلام سے اردو ادب کو ثروت مند کیا۔ فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کی شخصیت ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکت پر روزِ اول سے لے کر آج تک بے شمار سیرت نگار قلم کشائی کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ انہی میں سے ایک ممتاز شخصیت مظفر وارثی ہیں جو کہ بہت مشہور نعت گو شعرا اور نعت خواں ہیں۔

سفارشات

1. شعرا کا کلام قرآن و احادیث کے متصادم نہیں ہونا چاہیے۔ شاعری کے اچھے اور برے ہونے کا معیار وہی ہے جو ایمان اور اعمالِ صالحہ سے مشروط زندگی کے لیے ہے، کہ اس میں ہر وہ کام جو اللہ کی مرضی کے تابع، سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں اور انسانیت کی فلاح کے لیے ہے، وہ خیر ہے باقی سب شر۔
2. نعت کی شعری روایت دراصل فروغ اور تفہیم نعت کے نئے زاویے پیدا کرنے والے ادب کے مطالعہ کا فروغ ہمارے اس فکر و نظر کی گرد اتارنے کا ذریعہ بن سکتی ہے جو عشقِ مصطفی ﷺ میں حائل ہو۔
3. ایسی عظیم المرتبت شخصیت کے اوصاف و کمالات، فضائل و شمائل کا بیان کرنا کسی معمولی کیا غیر معمولی انسان سے بھی ممکن نہیں۔ اسی لیے نعت میں مبالغہ اور غلو کی گنجائش ہرگز نہیں البتہ غیر محتاط انداز بیان بے ادبی اور گستاخی کے ذیل میں آ جاتا ہے۔

4. نعت گو شعراء کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کی ثناء بیان کریں تو شانِ رسالت اور بارگاہ رسالت کے آداب کو مد نظر رکھتے ہوئے نعت گوئی کے علاوہ دوسری اصناف میں شاعری ترک کردیں ۔ جیسے راجہ رشید نے قرآن وحدیث کی روشنی میں نعت گوئی کی ہے اور نعت گوئی کے علاوہ کوئی غزل، گیت اور شعر نہیں کہا۔ یہ راجہ رشید کی حضور سے بہترین عقیدت و محبت کا اظہار ہے۔
5. نعتیہ روایت کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہے کہ نعتیہ شاعری کے حوالے سے مختلف رسائل کا اجرا کیا جائے۔
6. جامعات میں نعت کی صنف میں نئے امکانات اور جدید رجانات پر تحقیق ہونی چاہیے۔
7. مظفر وارثی کی شاعری کو کافی حد تک نظر انداز کیا گیا ہے ضرورت اس بات کی ہے کی اُن کی شاعری کی تشہیر کی جائے اور اُسے مقبول عام بنانے کی کوشش کی جائے۔
8. عصر حاضر کے شعرا کو صحیح ترین روایات کا سہارا لے کر شاعری کرنی چاہیے۔
9. یونیورسٹیوں میں نعتیہ شاعری کے حوالے سے سیمینار کا انعقاد کیا جانا چاہیے۔
10. معروف اور معیاری شعرا کا اُردو نعتیہ کلام بہت بڑا دینی و علمی سرمایہ ہے اس کو ہر لائبریری کی زینت ہونا چاہیے۔
11. نعت گوئی میں گانے کی اختیار نہ کی جائے جس کا معاشرے میں عام رواج ہوتا جارہا ہے۔ نعت خوانی اور طرز نعت گوئی میں اسلامی آداب واحکام کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا۔

حوالہ جات

---

[i] ممتاز حسین، خیر البشر کے حضور میں، ادارہ فروع اردو، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۱۵

[ii] محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، تاریخ اصناف نظم ونثر، کراچی، رنگ ادب، ۲۰۱۵ء، ص ۲

[iii] کرامت علی جون پوری، مولانا، انوار محمدی ترجمہ شمائل ترمذی، ص۵۶۷، ندوۃ التالیف والترجمہ، جامعہ الرشاد اعظم گڑھ جدید ایڈیشن، اگست ۱۹۹۶ء۔

[iv] رفیع الدین اشفاق، سید، نعت کی تعریف، مشمولہ اردو نعت کی شعری روایت، ص ۲۴

[v] سعود عالم، قصیدہ بردہ کے اردو تراجم، تحقیق، تجزیہ: بانت سعاد کے حوالے سے، ص:۷۶

[vi] ارشاد شاکر اعوان، نعت دریچہ مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۴ ص ۳

[vii] 'کتابِ مقدس'، غزل الغزلات ۵: ۱۰ تا ۱۶۔

[viii] ڈاکٹر اسحاق احمد قریشی، برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری، محکمہ اوقاف، پنجاب، ص ۲۷۹

[ix] سیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن ابی بکر، الخصائص الکبری أو کفایہ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب، دار الکتب الحدیث، ۲۰۱۱، ج: ۱، ص: ۷۹

[x] گوہر ملسیانی، عصر حاضر کے نعت گو، صادق آباد، گوہر ادب پبلیکیشنز، ۱۹۸۳ء، ص ۳۳۔۳۴

[xi] ابنِ ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، مطبعہ مصطفی البابی، مصر، ۱۹۵۵۶، ج: ۱، ص: ۳۷۳

[xii] الحاكم النيسابوري؛ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ، 2002، ۳ / ۹ . ۱۰

[xiii] محمد سلیمان منصور پوری، قاضی، مولانا، رحمۃ للعالمین، جلد اوّل، لاہور: عبد اللہ اکیڈمی ۲۰۱۲ع ___ ص ۱۰۷

[xiv] ۳۴۹ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری، محکمہ اوقاف، پنجاب، ۲۰۰۲ء ص بحوالہ طبقات ابن سعد ص ۳۲۶۔۳۲۸

[xv] ابن الأثير؛ علي بن محمد، أسد الغابۃ في معرفۃ الصحابۃ، دار ابن حزم، 1433ھ، ج: ۲، ص: ۱۲۹

[xvi] ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمریؒ، امام، مشکوٰۃ شریف، جلد: ۲، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ص: ۴۱۳ – ۱۷

[xvii] ابنِ ہشام، ج: ۱، ص: ۱۵۶

[xviii] سید ابو الحسن علی ندویؒ، کاروان مدینہ، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوہ، لکھنؤ۔ ص: ۱۷۶

[xix] محمد شمس الحق، پیمانہ غزل، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ج ۲، ص: ۲۸۲

[xx] ایضاً، ص: ۲۸۳

[xxi] صبیح رحمانی، اردو نعت کی شعری روایت، اکادمی بازیافت، کراچی، ء 2016، ص ۱۵

[xxii] محمد اقبال نجمی: نعت رسول مقبول اور کلام اقبال، مشمولہ مفیض، نعت تبصرہ نمبر ۲، شمارہ ۸۸ء، ص ۲۲۷

[xxiii] محمد اکرم رضا، نعت ومدحت کے ایوان کی شمع روشن، مدحت، شمارہ، نمبر ۴، ص: ۲۰۰

[xxiv] وارثی، مظفر، محمد مظفر الدین احمد صدیقی، گئے دنوں کا سراغ، زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور، مارچ، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۵

[xxv] محمد شمس الحق، پیمانہ غزل، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ج ۲، ص: ۲۸۲

[xxvi] ایضاً، ص: ۲۸۳

[xxvii] انٹرویو، حسیب عرفی وارثی، محمد زمان اکرم، مظفر وارثی کی ملازمت کے بارے میں معلومات، لاہور، جوہر ٹاؤن، ۲۰ اپریل ۲۰۱۷ء

[xxviii] ur.m.wikipedia.org

[xxix] وارثی، مظفر، محمد مظفر الدین احمد صدیقی، بابِ حرم، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۱۶

[xxx] میرا امیمبر عظیم ترہے، مظفر وارثی، ص 20

[xxxi] وارثی، مظفر، محمد مظفر الدین احمد صدیقی، کعبۂ عشق، سنگِ میل پبلی کیشنز، دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۷۵(

[xxxii] ص ۷۸

) [xxxiii] باب حرم، ص ۵۹(

) [xxxiv] س ۳۴، ۴۱(

[xxxv] وارثی، مظفر، محمد مظفر احمد صدیق، حصار، ماورا پبلشرز، لائن آرٹ پرنٹرز، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۲

) [xxxvi] ص ۱۱۰-۱۱۱

[xxxvii] ص ۶۶-۶۹

[xxxviii] ایضاً، ص ۱۶

[xxxix] ایضاً، ص ۱۱۰

) [xl] ص ۱۱۵-۱۱۶(

[xli] وارثی، مظفر، محمد مظفر احمد صدیق، لہو کی ہریالی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۴۹

[xlii] وارثی، مظفر، محمد احمد صدیقی، لہجہ، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۳۶

) [xliii] امی لقب ص ۲۳(

[xliv] ایضاً، ص۳۸

) [xlv] ص۲۷(

[xlvi] ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمریؒ، مشکوٰۃ شریف، جلد:۲، ص: ۴۱۶